غلام حسین ذوالفقار کے وحید قریشی کو لکھے گئے خطوط کا خصوصی مطالعہ

تنویر غلام حسین
پی ایچ ڈی سکالر (اردو)
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

LETTERS TO WAHEED QURESH
BY GHULAM HUSAIN ZULFIQAR

Tanveer Ghulam Husain
PhD Scholar (Urdu)
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Both Dr. Ghulam Husain Zulfiqar and Dr. Waheed Qureshi were prominent teachers, researchers and authors. They were contemporary and worked for the progress of Urdu language and literature. Dr Zulifqar served as Chair of Urdu and Pakistan Studies at Istanbul University, Turkey. He remained in touch with Dr Qureshi while he was in Turkey through letters. These letters are on various topics mainly of academic nature. This article is a textual study of the letters written by Dr Zulifqar to Dr Qureshi.

Keywords:
غلام حسین ذوالفقار، وحید قریشی، اردو، اورینٹل کالج، بزم اقبال، پٹنہ، ایبٹ آباد، مقتدرہ قومی زبان، جامع سلیمانیہ، استنبول یونیورسٹی

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اردو زبان وادب کے استاد محقق، مدون ہیں۔ وہ ۱۹۵۶ء میں اورینٹل کالج سے بحیثیت ریسرچ سکالر وابستہ ہوئے بعد ازاں ۱۹۵۹ء میں ان کا تقرر شعبۂ اردو میں عارضی لیکچرار کی حیثیت سے ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری بعنوان ''اردو شاعری کا سیاسی اور سماجی پس منظر'' حاصل کی اور اسی سال شعبہ اُردو میں مستقل لیکچرار کے طور پر ان کا تقرر ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہوئے ۱۹۸۲ء میں پروفیسر اور صدر شعبۂ اردو مقرر ہوئے۔

۱۹۸۵ء میں ان کا تقرر پاکستان کی طرف سے استنبول یونیورسٹی (ترکی) میں اُردو چیئر پر ہو۔ انھوں نے وہاں قیام (۱۹۸۵ء تا ۱۹۹۰ء) کے دوران استنبول یونیورسٹی میں الگ شعبۂ اردو کے قیام کی کوششیں کیں جو بار آور ثابت ہوئیں اور اب اُس یونیورسٹی میں اردو زبان وادب کا باقاعدہ ایک شعبہ شرقیات فیکلٹی میں موجود ہے۔ ۱۹۹۰ء میں ترکی سے واپس آنے پر اورینٹل کالج میں غیر ملکی طلبہ کو اُردو زبان پڑھانی شروع کی مگر جب ۱۹۹۴ء میں اُن کا تقرر ''بزم اقبال'' کے معتمد کی حیثیت سے ہوا تو یہ سلسلہ منقطع ہو گیا اور تا وفات وہ بزمِ اقبال سے منسلک رہے۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے پنجاب یونیورسٹی سے تعلق قائم ہونے کے بعد سے تا دمِ آخر اردو ادب کی کئی اہم کتب تصنیف وتالیف کیں جن میں: اردو شاعری کا سیاسی وسماجی پس منظر (۱۹۶۶ء)، تاریخ اورینٹل کالج (۱۹۶۲ء)، شاہ حاتم: حالات وکلام (۱۹۶۴ء)، ظفر علی خان: ادیب وشاعر (۱۹۶۷ء)، محاسن خطوط غالب (۱۹۶۹ء)، تاریخ جامعہ پنجاب (۱۹۸۲ء)، مطالعہ اکبر (۱۹۸۴ء) قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات جلد اول ۱۹۸۵ء)، جلد دوم (۱۹۸۶ء)، پنجاب تحقیق کی روشنی میں (۱۹۹۱ء)، مولانا ظفر علی خان۔ حیات خدمات وآثار (۱۹۹۳ء)، گاندھی۔ لسان العصر کی نظر میں (۱۹۹۴ء)، جلیاں والا باغ کا قتل عام اور مظالم پنجاب (۱۹۹۶ء)، جدوجہد آزادی میں پنجاب کا کردار (۱۹۹۶ء)، پاکستان تصور سے حقیقت تک (۱۹۹۷ء)، میاں سر فضل حسین کا کردار۔ تاریخ کے آئینے میں (۱۹۹۷ء)، اقبال کا ذہنی وفکری ارتقا (۱۹۹۸ء)، مردم دیدہ وشنیدہ (۲۰۰۷ء) ہیں۔ ان کے علاوہ اُنھوں نے جو اہم کتب مدون کیں اُن میں دیوان زادہ از شاہ حاتم (۱۹۷۵ء)، خاطرات: ظفر حسن ایبک کی آپ بیتی (۱۹۹۰ء) اور ایک تذکرہ طبقات شعرائے ہند (غیر مطبوعہ) شامل ہیں۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے اپنی آپ بیتی بھی بعنوان جگر لخت لخت (۲۰۰۵ء) تحریر کی۔

ڈاکٹر وحید قریشی اردو ادب کے معروف محقق، مدون، معلم اور عالم تھے۔ انھوں نے اردو زبان وادب میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے ۱۹۵۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری بعنوان ''فارسی انشائی ادب'' حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ڈی لٹ کی ڈگری بعنوان ''میر حسن اوران کا زمانہ'' کے عنوان سے حاصل کی۔

ڈاکٹر وحید قریشی نے ملازمت کا آغاز پنجاب یونیورسٹی سے کیا۔ وہ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۰ء تک الفریڈ پٹیالہ ریسرچ اسکالر کے طور پر اورینٹل کالج میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۵۱ء میں اُن کا تقرر گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں تاریخ کے استاد کے طور پر ہوا۔ ۱۹۵۷ء میں وہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں تعینات ہوئے۔ ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۲ء تک وہ اسلامیہ کالج سول لائنز میں لیکچرار رہے۔ بعد ازاں ۳۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی میں اردو کے لیکچرار مقرر ہوئے۔ سید وقار عظیم کے بعد کرسئ غالب پر ۱۹۷۳ء میں غالب پروفیسر اور شعبہ اردو کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۸۱ء میں اقبال اکیڈمی کے ڈائریکٹر کا اعزازی عہدہ ملا۔ ۱۹۸۲ء میں مقتدرہ قومی زبان (اب ادارۂ فروغ قومی زبان) کے صدر بنے۔ اس ادارے سے ۱۹۸۷ء میں سبک دوش ہونے کے بعد بزم اقبال لاہور کے ناظم تعینات ہوئے اور ۱۹۹۴ء تک اس ادارے سے منسلک رہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی کی علمی و ادبی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان نے ۱۹۸۴ء میں نیاز فتح پوری میڈل، ۱۹۸۷ء میں محمد طفیل نقوش ایوارڈ اور ۱۹۹۴ء میں صدارتی تمغۂ حُسنِ کارکردگی سے بھی نوازا۔

ڈاکٹر وحید قریشی کی علمی و ادبی کتب میں میر حسن اوران کا زمانہ ۱۹۵۹ء، کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ (۱۹۶۵ء)، شبلی حیات معاشقہ، مطالعہ حالی (۱۹۶۱ء)، نذر غالب (مجموعہ مقالات) (۱۹۷۶ء)، مقالاتِ تحقیق (۱۹۸۸ء)، جدیدیت کی تلاش میں (مجموعۂ مقالات) (۱۹۹۰ء) افسانوی ادب (۱۹۹۳ء)، اقبال اور پاکستانی قومیت (مجموعہ مقالات) (۱۹۷۷ء) شامل ہیں اس کے علاوہ کئی اہم کتب کو مدون بھی کیا ہے جن میں مقدمہ شعروشاعری، دیوانِ سودا، دیوانِ آتش، مثنوی سحر البیان، دیوانِ جہاں دار، مثنویات حسن کے علاوہ یونیورسٹی اورینٹل کالج کے اساتذہ کا تحقیقی، ادبی اور درسی سرمایہ کے عنوان سے اورینٹل کالج میگزین میں مرتب کر کے شائع کروایا۔ اُن کی شاعری کی کتاب بعنوان ''نقدِ جاں'' ہے جو سنگ میل پبلی کیشنز لاہور سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی بعد میں ''الواح'' (اردو پنجابی) شعری مجموعہ قرطاس، فیصل آباد سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوا۔

درج بالا دونوں شخصیات نے ایک طویل عرصہ اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی میں اکٹھا گزارا۔ دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ قریبی دوستی کے علاوہ خوشگوار گھریلو مراسم بھی تھے ان مراسم میں نشیب فراز بھی آتے رہے۔ یہاں ان دونوں شخصیات کے درمیان ہونے والی مراسلت کو پیش کیا جارہا ہے۔ ان خطوط سے بھی دونوں کے مابین تعلق داری کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ ان خطوط کا دورانیہ ۱۹۶۳ء سے لے کر ۲۰۰۱ء تک محیط ہے۔ پہلے نو خطوط زمانۂ تدریس کے دوران میں لکھے گئے ہیں اگلے آٹھ خط (۱۰ تا ۱۷)

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے اُس وقت تحریر کیے جب وہ استنبول یونیورسٹی میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آخری خط ''بزم اقبال'' کے معتمد کی حیثیت سے تحریر کیا گیا ہے۔ اِن خطوط میں طویل خط بھی ہیں اور مختصر بھی۔خطوط کو مرتب کرتے ہوئے تحقیق طلب امور کی حواشی میں وضاحت کر دی گئی ہے۔ان خطوط کے مطالعے سے یقیناً دونوں شخصیات کی علمی وادبی مصروفیات کے علاوہ ذاتی تعلق داری کی جھلک بھی نمایاں نظر آتی ہے۔

۱۲/جولائی

''صبح'' کے وقت مے پئے ساتھ رقیب کو لئے
آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں
(غلام حسین ذوالفقار)

﴿ ۱ ﴾

مکرمی ڈاکٹر صاحب

نقوش کے تازہ شمارے کا وہ حصہ بھیج دیجیے جس میں کربل کتھا پر ڈاکٹر مختار الدین آرزو (۱) کا مضمون ہے۔

شکریہ
نیازمند
غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۲ ﴾

۲۷/ستمبر ۱۹۶۳ء

مکرم ومحترم السلام علیکم!

آپ کو معلوم ہوگا کہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد کراچی میں لسان العصر حضرت اکبرالہ آبادی کی یاد میں ''بزمِ اکبر'' کی تشکیل کی گئی تھی۔اس بزم نے لسان العصر کے نایاب کلام کی طباعت اور ان کے فکروفن پر علمی کام کا باقاعدہ ایک سلسلہ شروع کیا جو کچھ عرصے کے بعد بعض وجوہات کی بنا پر منقطع ہوگیا۔ تاہم کراچی، لاہور اور کچھ دوسرے شہروں کے علمی حلقے تقریباً ہر سال ''یومِ اکبر'' مناتے رہے اور ان تقریبات کے لیے کچھ مقالات بھی لکھے جاتے رہے۔

اب بعض احباب شدت سے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ لسان العصر کے کلام و پیام کی باقاعدہ اشاعت اور ان کے فکر وفن کے لیے ایک مستقل علمی ادارے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ضرورت کے پیشِ نظر ''بزم اکبر'' کی تشکیل نو کا خیال پیدا ہوا۔

اس سلسلے میں ایک مجلس مشاورت بروز اتوار بتاریخ ۶/اکتوبر ۱۹۶۲ء بوقت ۶ بجے شام چوہدری نذیر احمد خان صاحب(۲) کے مکان (۹۲۔گلبرگ لاہور) پر منعقد ہو گی۔آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس مجلس میں شرکت فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے مستفید ہونے کا موقع دیں۔

والسلام

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۳ ﴾

یونیورسٹی اورینٹل کالج کے گرامی قدر اساتذہ جناب پرنسپل ڈاکٹر محمد باقر صاحب کے اعزاز میں مورخہ ۶/اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعۃ المبارک سات بجے شام کالج سٹاف روم میں عشائیہ دے رہے ہیں۔ استدعا ہے کہ دعوت میں شرکت کر کے ممنون فرمائیں۔

(ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار)

﴿ ۴ ﴾

۲۳/نومبر ۱۹۶۷ء

برادرم،السلامُ علیکم!

اتوار کو یہاں (۳) پہنچ گیا تھا۔شاہ باغ ہوٹل میں قیام کیا۔پیر سے اپنا کام شروع کر دیا۔ مشفق خواجہ(۴) کی صحبت میں وقت اچھا گزر رہا ہے۔

دیوانِ آبرو کا عکس میرے پاس ہے۔خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ یہ عکس صرف چھ ماہ تک کام دے گا۔لہٰذا آپ کو یہ کام کرنے کے لیے اب مستعد ہو جانا چاہیے۔

رسالہ اُردو مل گیا ہو گا۔اس میں آپ کا مرتبہ تذکرہ چھپنا شروع ہوا ہے۔خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ آخری صفحے کے حصول کے لیے قاضی صاحب(۵) کو پٹنہ لکھیے۔وہاں اس کا ایک نسخہ ہے۔

باقی چیزیں بھی مل جائیں گی۔ابھی میں کسی سے مل بھی نہیں سکا۔صبح سے شام تک انجمن ہی میں رہتا ہوں۔کام بہت ہے اور وقت کم۔بہرکیف کوشش میں ہوں کہ ختم کر کے ہی واپس آؤں۔

سب دوستوں کو سلام۔

مخلص

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۵ ﴾

۲۴/جنوری ۱۹۶۶ء

مکرمی ڈاکٹر صاحب، السلام علیکم!

کوئی خاص مصروفیت نہ ہو تو چار بجے تشریف لائیے۔ احباب سے ملاقات ہو گی، اکیڈمی (۶) میں۔

نیازمند
غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۶ ﴾

۲۹/مارچ ۱۹۶۷ء

برادرم ڈاکٹر وحید صاحب
السلام علیکم!

آج صبح میں کالج گیا تھا۔ ڈاکٹر عبادت (۷) صاحب نے کل (یعنی ۳۰/مارچ) کے لیے ایک ریڈیو مذاکرے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس مذاکرے میں آپ کو اور مجھے بھی حصہ لینا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا صاحب (۸) بھی ہوں گے۔ مضمون ڈاکٹر عبادت صاحب پڑھیں گے۔

یہ پروگرام صبح ریکارڈ ہو جائے گا۔ آپ ۹/ بجے صبح میرے ہاں آ جائیں، وہاں سے اکٹھے چلیں گے۔

موضوعِ بحث یہ امور ہوں گے:

۱۔ مولد کا اختلاف
۲۔ ''باوا آدم'' (آزاد)
۳۔ شمالی ہند میں ولی کے اثرات
۴۔ فنی خصوصیات وغیرہ

غلام حسین ذوالفقار
۲۹/مارچ ۱۹۶۷ء

﴿ ۷ ﴾

ایبٹ آباد
۴/ستمبر ۱۹۶۹ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب

السلام علیکم! پرسوں شام انارکلی میں وحید صاحب (۹) سے ملا تو معلوم ہوا آپ لاہور آ گئے ہیں۔علی الصباح میں نے لاہور سے روانہ ہونا تھا۔یہ بھی خوب رہی۔"تو چل، میں آیا" کی جگہ "میں آیا، تو چل" کی صورت بن گئی۔افسوس کہ اس "چل چلاؤ" میں ملاقات نہ ہو سکی۔تاہم میرا سفر مختصر ہے اگرچہ مسافت طویل ہے۔انشاء اللہ ۱۲؍ستمبر کو واپس لاہور پہنچ جاؤں گا۔پرسوں یہاں سے مری روانہ ہونا ہے۔

لاہور پہنچ کر انکم ٹیکس وغیرہ کے فارم پُر کر کے دینے ہیں۔یونیورسٹی سے دو تین روز تک حسابات مل جائیں گے۔آپ اپنے ساتھ میرے لیے بھی ایک فارم (انکم ٹیکس کا) منگوا رکھیں۔

اُمید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۸ ﴾

شعبہ اُردو یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

مورخہ یکم جنوری ۱۹۷۶ء

مکرمی!

شعبہ اُردو کے اساتذہ کا ایک اجلاس ۶؍جنوری ۱۹۷۶ء بروز منگل بوقت ساڑھے بارہ بجے منعقد ہو گا۔ازراہ کرم تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔شکریہ۔

غلام حسین ذوالفقار

چیئرمین شعبہ اُردو

یکم جنوری ۱۹۷۶ء

جناب پروفیسر ڈاکٹر وحید قریشی صاحب

﴿ ۹ ﴾

۶؍جولائی ۱۹۸۴ء

محترم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

آپ کا ارسال کردہ عید کا تہنیت نامہ ملا۔ازحد مسرت ہوئی۔اُمید ہے آپ نے عید اپنے ابو، امی، اہلیہ اور گڑیا کے ساتھ بخیر وخوبی منائی ہو گی۔اپنی مسرتوں میں مجھے یاد رکھا، اس کے لیے بہت ممنون ہوں۔

میں ۸/جون سے یہاں خانسپور ایوبیہ میں مقیم ہوں۔عید کے موقع پر لاہور چلا گیا تھا۔ان شاءاللہ مزید ایک ماہ تک یہاں قیام رہے گا۔بارش تقریباً روز ہی ہو رہی ہے۔ہر وقت بادل چھائے رہتے ہیں۔ سردی ہے لیکن خوشگوار ہے۔صحت پہلے ہی کچھ بہتر نہیں تھی۔روزوں کا بھی اثر ہوا۔مزید نقاہت ہو گئی۔ اب کچھ دن آرام کروں گا تو ان شاءاللہ بہتری کی توقع ہے۔ماہِ رواں میں یہاں رونق رہے گی۔یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے اہتمام میں سیمینار ہوں گے۔خواجہ غلام صادق (۱۰) اہتمام کر رہے ہیں۔ پہلے بورڈ میں تھے تو یہ کام بورڈ کی سرپرستی میں ہوتا تھا۔ڈاکٹر افضل صاحب (۱۱) بھی آتے جاتے رہتے ہیں۔آپ بھی کچھ دنوں کے لیے بچوں کے ساتھ سیر و تفریح کے لیے آ جائیے۔

میں اس ہفتے بدھ (۱۱/جولائی) کو انشاءاللہ اسلام آباد آؤں گا۔ڈاکٹر صدیق شبلی (۱۲) کے ہاں سے فون پر رابطہ قائم کروں گا۔اسلام آباد میں چند ضروری کام ہیں۔آپ سے مل کر بھی مشورہ کروں گا۔ ابھی آئندہ پروگرام کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا مگر آئندہ دو تین ہفتوں میں کسی نتیجے پر پہنچنا ہے۔

اُمید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔ والسلام

نیاز مند

غلام حسین ذوالفقار

موجودہ پتہ:

مرکز علم و تحقیق جامعہ پنجاب

خانس پور ایوبیہ (ڈاکخانہ گھوڑا ڈھاکا)

﴿ ۱۰ ﴾

۲۴/نومبر ۱۹۸۵ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

ایک خط پہلے لکھ چکا ہوں۔مل گیا ہوگا۔پتہ صرف ''مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد'' لکھا تھا۔ گلیوں کے نمبر یاد نہیں تھے۔لاہور میں تو اخبارِ اُردو (۱۳) دیکھ کر لکھ دیا کرتا تھا مگر یہاں آپ سے زیادہ مقتدر کون ہوگا؟ یہ خیال کر کے مختصر پتہ لکھ دیا۔اب یہ خط بھی اس پتے پر بھیج رہا ہوں۔

لاہور سے، تین روز پہلے ڈاکٹر نسرین اختر (۱۴) کا پہلا خط ملا۔یہ میرے نام پاکستان سے یہاں آنے والا پہلا خط تھا۔ڈاکٹر اکرم شاہ (۱۵) لندن سے واپس لاہور پہنچ گئے ہیں اور رضا (۱۶) صحت یاب ہو کر آیا ہے۔اس بات سے اطمینان ہوا۔یہ بھی معلوم ہوا کہ ''قومی زبان کی تلاش'' (۱۷) لسانی مسئلے پر پہلی کتاب چھپ گئی ہے اور دوسری کتاب کے سو صفحات کے پروف دیکھ لیے گئے ہیں۔کتابچہ بھی اُمید

ہے چھپ گیا ہوگا۔ قائداعظم اکیڈمی کی کچھ کتابیں مجھے سفارت خانہ انقرہ کے توسط سے ملی ہیں۔ ڈپلو میٹک بیگ میں آئی ہوں گی۔ آپ مجھے کتابیں اور لٹریچر براہ راست استنبول میں بھی ڈپلو میٹک بیگ میں بھیج سکتے ہیں۔ کونسلیٹ کا بیگ اسلام آباد سے براہِ راست یہاں آتا ہے۔ اس میں ہفتہ بھر کے اخبار بھی آتے ہیں۔ آپ اپنا لٹریچر اس میں مجھے بھجوا سکتے ہیں۔ یہ بیگ غالباً فارن آفس سے چلتا ہوگا۔ آپ معلوم کر لیں کہ کس دن روانہ ہوتا ہے۔ میں یہاں سے معلوم کر کے بھی آپ کو بتا دوں گا۔ "قومی زبان کی تلاش" کے پانچ سات نسخے اور کتابچے کے دس بارہ نسخے اس طرح مجھے یہاں بھیج دیجیے اور اخبارِ اُردو کے شمارے بھی اور کوئی کتاب لائقِ مطالعہ آئی ہو یا آئے تو ارسال فرما دیا کریں۔ میں یہاں آ کر فی الحال نئی مطبوعات سے منقطع ہو گیا ہوں۔ اسلام آباد میں آ کر آپ کے مہمان خانے میں مجھے بہت سی لذیذ کتابیں لذیذ کھانوں کے ساتھ مل جایا کرتی تھیں۔ اب ان دونوں سے محروم ہو گیا ہوں۔

میرا سامان اور کتابیں یہاں ایئر پورٹ پر آ گئے ہیں مگر کسی موزوں مکان کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے ابھی اُنھیں وہیں رہنے دیا ہے۔ ابھی تنخواہ وغیرہ بھی نہیں ملی۔ اسلام آباد سے یہاں نہ بجٹ اور رقم آئی ہے نہ کاغذات۔ صرف تقرری کا ایک کاغذ آیا تھا اور اُس پر کوئی کارروائی نہیں ہو سکی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں مس شہناز ریاض (۱۸) کچھ ناتجربہ کار ہیں اور ضابطے کی کارروائی مکمل نہیں ہو رہی۔ میاں وٹو صاحب (۱۹) کو بھی دو خط لکھ چکا ہوں۔ آپ بھی اُنھیں توجہ دلائیے۔ ڈاکٹر شبلی صاحب کی ذمے داری مجھے خوار کرنے یا کرانے میں زیادہ ہے۔ اُنھیں بھی کہیے۔

اُردو کی ابتدائی کلاس اس ہفتے شروع ہو گئی۔ ساٹھ کے قریب طالب علم داخل ہوئے ہیں۔ دو تہائی لڑکیاں ہیں۔ زیادہ تر طلبہ عربی، فارسی کے ہیں۔ تین درس ہو چکے اور کامیاب رہے۔ سیمینار لیکچروں کا پروگرام بھی بنا دیا ہے۔ اس طرح تین ہفتے کے اندر اللہ کے فضل سے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ کیوں کہ کلاس کے بارے میں مجھے آتے ہی مایوس کر دیا گیا تھا کہ اب مضامین کے انتخاب کا وقت گزر چکا ہے اور طلبہ کو اُردو پڑھنے کے لیے مجبور نہیں کیا جا سکتا! یہ سب کیسے ممکن ہوا؟ تفصیل پھر لکھوں گا۔ آپ چاہیں تو اخبارِ اُردو میں چھاپ سکتے ہیں۔ استنبول یونیورسٹی میں یہ اُردو کی پہلی کلاس ہے اور یہاں اُردو کے لیے خاصا شوق اور جذبہ پایا جاتا ہے۔

سردیوں کی آمد کے ساتھ آپ کے سب دفتی بھی سرگرم ہو گئے ہوں گے مگر مجھے تو اس کا ثبوت اُس روز ملے گا جس دن آپ کے ادارے کا لٹریچر یہاں میرے پاس پہنچے گا۔ فی الحال تو میں اُن کی صحت و تندرستی کے لیے دعا ہی کر سکتا ہوں۔ اگر چہ اُن کے تن میری دعا کے بغیر بھی درست ہی ہیں بلکہ کچھ زیادہ ہی درست ہو رہے ہیں کہ اُن کے لیے فزیکل ٹریننگ کے ایک سہ ماہی کورس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

میں یہاں خیریت سے ابھی ہوٹل میں مقیم ہوں۔دوستوں کا حلقہ وسیع ہو رہا ہے بلکہ ہر تُرک ہمارا دوست ہے۔پاکستانی لباس میں گھومتا پھرتا ہوں اور اکثر لوگ افغانی اور پاکستانی سمجھ کر ملتے اور خوش ہوتے ہیں۔صحت بھی پہلے سے بہت بہتر ہو رہی ہے۔شدید سردیوں کی آمد آمد ہے اور میں ان کے استقبال کے لیے تیار ہوں۔

نورین (۲۰) کے لیے ایک اور تصویری کارڈ ارسال ہے۔یہ جامع سلیمانیہ (۲۱) کا منظر ہے۔ پیچھے شاخ زرّیں (۲۲) ہے۔سلطان سلیمان فاتح (یورپ کے ذی شان) کا مزار مسجد کے پہلو میں اُس گنبد میں ہے جو زیرِ مرمت ہے۔ایک بڑا فرق جو تیموری بادشاہوں اور عثمانی سلاطین میں یہاں آ کر دیکھا اور محسوس کیا، وہ یہ ہے کہ شاہانِ تیموری نے عظیم الشان مساجد کے ساتھ اپنے مقابر بھی عظیم الشان بنوائے مگر سلاطین عثمانی نے مساجد تو عظیم الشان بنوائیں مگر اپنے مزار اکثر مساجد کے پہلو میں مختصر بنوائے۔یعنی اللہ کی بزرگی اور عظمت کو قائم رکھا اور اپنے عجز و انکسار کو بھی ملحوظ رکھا۔استنبول صدیوں تک بڑے بڑے سلاطین کا دارالحکومت رہا مگر یہاں مساجد تو بڑی عالی شان ہیں، سلاطین کے مزار زیادہ تر مساجد کے پہلو میں اُن کی نیازمندی کا اظہار کرتے ہیں۔

چچا صاحب، چچی صاحبہ (۲۳)، سعیدہ بہن (۲۴) کو سلام، نورین کو پیار و دعا۔
سب دوستوں کو بھی سلام پہنچے۔

خدا حافظ
غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۱ ﴾

۳۰/نومبر ۱۹۸۵ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

میرا گزشتہ ہفتے کا خط اور اس سے بھی پہلا خط مل گیا ہو گا۔پرسوں ڈاکٹر نسرین اختر کا بھیجا ہوا پیکٹ ملا۔اس میں "قومی زبان کی تلاش" کی مطبوعہ ڈمی کاپی بھی تھی۔اس سے آپ کی گلیوں کا پتہ بھی مل گیا۔

اُمید ہے کتاب جلد ہو کر مقتدرہ میں پہنچ گئی ہو گی اور کتابچہ بھی اب تو چھپ گیا ہو گا۔عرصے سے اخبارِ اُردو کی بھی شکل نہیں دیکھی۔کتاب کے پانچ سات نسخے اور کتابچے کے بھی کچھ زیادہ نسخے یہاں بھیج دیجیے تا کہ کچھ لوگوں کو دے سکوں۔میرے لیے کچھ ذاتی نسخے لاہور ڈاکٹر نسرین کو بھجوا دیں۔کم از کم دس ہوں تو بہتر ہے۔وہ محفوظ کر لے گی۔باقی جن احباب کو بھیجنے ہوں گے اُن کے نام آخر میں لکھ رہا

ہوں۔ استنبول میں بذریعہ ڈاک بھیجنے کے بجائے پاکستانی کونسلیٹ استنبول کے ڈپلومیٹک بیگ میں بھجوا دیجیے اور اوپر میرا نام اور چیئر فار اُردو و پاکستان اسٹڈیز لکھ دیجیے۔ یہ تھیلا غالباً فارن آفس سے ہر ہفتے روانہ ہوتا ہے۔ پیرشاید روانگی کا دن ہے۔ منگل کو یہاں پہنچتا ہے۔ اخبار بھی اُسی میں آتے ہیں۔ آپ کا لٹریچر بھی اُس میں آسکتا ہے۔ اپنے دوست ''موصوف'' کو بھیجنا ہو تو سفارت خانہ انقرہ کے ذریعے بھیجیں۔

دو ہفتے سے میری اُردو کی ابتدائی کلاس باقاعدگی سے جاری ہے۔ اب تک اس میں ساٹھ طلبہ و طالبات شریک ہو رہے ہیں اور بڑے ذوق وشوق سے اُردو سیکھ رہے ہیں۔ اب تو وہ کچھ اُردو کے جملے اور فقرے بھی بولنے لگے ہیں۔ کل چند لڑکیاں میرے کمرے میں آئیں اور اُردو میں باتیں کیں۔ اس سے آپ کو میری کلاس کی رفتارِ ترقی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

جب میں ۲۵ راکتوبر کو یہاں پہنچا تھا تو مضامین کے انتخاب کا وقت گزر چکا تھا۔ یہاں سیمسٹر نظام رائج ہے۔ متعلقہ حضرات نے اُردو کلاس کے بارے میں تو معذرت کر دی اور مجھے کہا کہ میں سیمینار لیکچر تیار کروں جس میں اساتذہ اور سکالرز شریک ہوں گے۔ طلبہ کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے لیکچروں کی بات مان لی اور چند روز بعد ان کی فہرست تیار کر کے بھی باشکان (صدر) اور ڈین کو دے دی مگر کلاس کے بارے میں بھی سوچتا رہا۔ سمسٹر کورسز سے ہٹ کر میں نے اُردو زبان سے شوقیہ دلچسپی رکھنے والے طلبہ و طالبات کی تلاش کی۔ کچھ دوستی کا حلقہ بھی وسیع ہو گیا تھا اور طلبہ سے بھی رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ چند طلبہ آمادہ ہو گئے۔ سیمسٹر کے مسلسل امتحانی نظام سے تھکے ہوئے طلبہ کو جب یہ بھی بتایا گیا کہ اُردو کی تدریس ہوگی مگر امتحان ضروری نہیں ہے تو وہ بہت خوش اور مطمئن ہو گئے۔ میرے لیکچروں کے پروگرام سے متعلقہ حضرات کا اشتیاق بھی بڑھا اور طلبہ کے شوق کو دیکھتے ہوئے اُنھوں نے اُردو کلاس جاری کرنے کی اجازت بھی دے دی۔ البتہ نظام الاوقات میں بڑی مشکل سے اُردو پیریڈوں کے لیے وقت نکالا جا سکا۔ چنانچہ ہفتے میں تین پیریڈ رکھے گئے ہیں اور ابھی بہت سے طلبہ شاکی ہیں کہ ان اوقات میں اُن کے دوسرے پیریڈ بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ اُردو سیکھنے سے محروم ہیں۔ میرا خیال ہے دوسری کلاس شروع ہو گی تو ان طلبہ کے لیے بھی موقع پیدا ہو جائے گا۔ تین ہفتے کے اندر یہ ناممکن صورت ممکن ہو گئی اور نامساعد حالات کے باوجود میں اُردو زبان اور اپنے ملک کی یہ خدمت کر سکا۔ لیکچروں کا پروگرام بھی میرے پیشِ نظر ہے اور اس کے لیے تیاری ہو رہی ہے۔ ایک لیکچر لکھ چکا ہوں۔ باقی لیکچروں کے لیے حوالے کی کتابوں کا انتظار کر رہا ہوں۔ میرا سامان اور کتابیں ائیرپورٹ پر آچکی ہیں مگر میرے پاس کوئی جگہ نہیں کہ انھیں رکھ سکوں۔ ہوٹل کے ایک چھوٹے سے کمرے میں مقیم ہوں۔ مکان کی تلاش میں ہوں مگر تنخواہ اور کرائے کی رقم تاحال اسلام آباد سے روانہ نہیں ہوئی۔ جن حالات میں یہاں گزارا کر رہا ہوں وہ ناگفتہ بہ ہیں۔

معلوم نہیں اِس کا ذمے دار کون ہے؟ ہمارا دفتری نظام لفظی مُوشگافیوں اور فائلوں سے کھیلنے میں ماہر ہے مگر اُسے یہ احساس نہیں ہے کہ ایک دوسرے ملک میں کسی شخص پر کیا گزرتی ہے جب اُسے کسی اہم مشن پر وہاں بھیجا جاتا ہے۔ وزیر کا رتبہ بھی دیا جاتا ہے مگر نہ سفرخرچ، نہ ڈیلی الاؤنس، نہ کوئی زرِ مبادلہ کی سہولت فراہم کی جاتی ہے اور وہ کم عقل شخص بھی پچاس ڈالر کی ''خطیر رقم'' جیب میں ڈال کر جذبات کے سہارے استنبول جیسے گراں خرچ شہر میں آجاتا ہے۔ اب میرا بنک اکاؤنٹ لاہور میں ہے اور میں قرض کے لیے دوسروں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ زندگی بھر کسی سے قرض نہیں لیا، اور اب قرض پر گزارا کر رہا ہوں۔ ہوٹل کے واجبات الگ سر پر سوار ہیں۔ ان حالات میں، مَیں مزید کتنا عرصہ گزار سکتا ہوں۔ دل یہ بھی نہیں مانتا کہ جو کام شروع کیا ہے اُسے ادھورا چھوڑ دوں مگر حالات مجبور کر رہے ہیں کہ اب زیادہ عرصہ انتظار میں نہ گزاروں۔ میاں ٹیسین وٹو صاحب کو دو خط اُن کے اپنے کہنے کے بموجب لکھ چکا ہوں مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔ اگر اُن کی وزارت اتنی ہی بے بس ہے تو لوگوں کو اس طرح یہاں نہ بھیجا کریں۔ معلوم ہوا ہے کہ سفارت خانہ انقرہ نے بھی بجٹ بنا کر رقم کے لیے اسلام آباد کو لکھا ہے۔ اب یہ دفتری کارروائیاں تو پہلے ہو جانی چاہئیں تھیں۔ فنانس والے تو پہلے ہی کافی تنگ کر چکے ہیں اور جو مراعات دوسروں کو بڑی سہولت سے دی گئیں مجھے اب تک نہیں دی گئیں۔ مثلاً سفرخرچ نہیں دیا گیا تھا تو Joining time کا ڈیلی الاؤنس ہی دے دیا جاتا کہ جس سے میں چند روز گزارا کر لیتا۔ اب ایک خیال یہ آ رہا ہے کہ ہفتہ عشرے تک انتظار کر لوں اور اس کے بعد کسی عزیز کو سعودی عرب میں لکھوں کہ مجھے یہاں ہزار بارہ سو ڈالر بھیج دے تاکہ لوگوں کے قرضے اُتار کر واپس پاکستان تو آسکوں۔ اُردو کی یہاں بہت خدمت ہو گئی۔ یہاں تو وہی لوگ ٹھیک رہتے ہیں جو اپنی خدمت کے لیے آتے ہیں۔

''قومی زبان کی تلاش'' کے نسخے مندرجہ ذیل حضرات کو بھجوا دیجیے:

ڈاکٹر میاں شکور احسن (۲۵)، ڈاکٹر سیّد محمد اکرم شاہ، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (۲۶)، ڈاکٹر نسرین اختر، مرزا ادیب (۲۷) اور سیّد امجد الطاف (۲۸)۔ باقی اکابر حضرات مثلاً وائس چانسلروں اور ڈاکٹر سیّد عبداللہ (۲۹) کو تو آپ بھیجتے ہی ہوں گے۔ ان حضرات کو بھی اپنی مستقل فہرست پر رکھ لیں تو مناسب ہے۔ دوسری کتاب بھی اُمید ہے دسمبر میں چھپ کر آجائے گی۔ افسوس ہے اس کے پروف میں خود نہ دیکھ سکا۔ موجودہ کتاب کی طباعت مناسب معلوم ہوتی ہے مگر دھبوں کی وجہ سے شاید سیاہی کہیں کہیں پھیل گئی ہے اور وہ صفائی پیدا نہیں ہو سکی جو ٹائپ کے پہلے پرنٹ میں بلا واسطہ پیدا ہوا کرتی ہے۔ کاغذ اچھا ہے مگر دھبوں کی وجہ سے طباعت کا یہ نقص ظاہر ہو جاتا ہے۔ انگریزی کی طباعت نسبتاً بہتر ہے۔ یہاں دھبے نظر نہیں آتے۔

اسلام آباد میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے متعلقہ حضرات سے میرے مسائل ومعاملات کے بارے میں کچھ کر سکیں تو کریں۔ ورنہ میرے لیے اس حالت میں زیادہ دیر یہاں رہنا مشکل ہوگا۔ طلبہ کا ذوق وشوق مجھے روک رہا ہے اگر میں واپس چلا آیا تو پھر اُردو کے لیے جوشوق پیدا ہوا ہے، اُسے دوبارہ پیدا کرنا آسان نہ ہوگا۔ خانہ پُری تو شاید ہو جائے گی۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ سب دوستوں کو سلام و دعا۔ گھر میں سب کو سلام۔ نورین کے لیے تصویری کارڈ ارسال ہے۔ خدا حافظ۔

آپ چاہیں تو خط کا یہ حصہ اخبارِ اُردو میں چھاپ دیں۔

مخلص

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۲ ﴾

استنبول

۲۶/جنوری ۱۹۸۶ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

''قومی زبان کی تلاش'' کے پانچ نسخے میرے پاس پہنچ گئے۔ شکریہ۔ اخبارِ اُردو دسمبر ۸۵ء گزشتہ ہفتے مل گیا تھا اور مَیں نے شریف کنجاہی صاحب (۳۰) کو شکریے کا خط لکھ دیا تھا۔ پاکستان ٹائمز کی تصویر بھی نظر سے گزری۔ صدر صاحب (۳۱) کو کتابوں کا ایک سیٹ آپ نے پیش کیا۔ دوسری جلد بھی شاید اس میں شامل ہوگی یا ابھی وہ تیار نہیں ہوئی؟ کتابیں آپ نے ڈاک میں بھیجیں۔ ڈپلومیٹک بیگ میں بھی آ سکتی تھیں۔ خیر، جیسے آپ کو سہولت ہو، اپنا لٹریچر بھیجتے رہیں۔ مجھے اُردو کے ابتدائی طلبہ کے لیے مطالعے کی کتب کی ضرورت ہے۔ اگر ایسی چھوٹی چھوٹی کتب یا رسائل میسر ہوں تو بھیجیں۔

بیرونِ ملک اُردو کے تدریسی مراکز کی ایک کانفرنس صدر صاحب نے آپ کے ذمے ڈالی تھی، اُس کا کیا ہو رہا ہے؟ اگر یہ کانفرنس ہو تو بہت سے مسائل سامنے آ سکتے ہیں اور مقاصد اور طریقِ کار میں ہم آہنگی پیدا کر کے اس سلسلے کو مفید بنایا جا سکتا ہے۔ ان مراکز کے کچھ مشترکہ مسائل بھی ہوں گے اور کچھ انفرادی نوعیت کے بھی۔ وزارتِ تعلیم سکالروں کو تو ان مراکز میں بھیج دیتی ہے مگر ان امور کی طرف اس کی توجہ نہیں۔ ہر سکالر کو اپنی صوابدید کے مطابق اپنی راہ بنانی پڑتی ہے جس سے ہم آہنگی کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ درسی اور انتظامی لحاظ سے ان امور پر سوچ بچار کی ضرورت ہے۔

میرے یہاں کے مسائل کچھ حل ہوئے، کچھ بدستور ہیں۔ بجٹ کی رقم انقرہ پہنچ گئی۔ اب کسی

روز استنبول بھی پہنچ جائے گی۔ تین ماہ کے بعد بھی تنخواہ مل جائے تو غنیمت ہے۔ ہمدردی کے بجائے ذمے دار حضرات افسر شاہی کے نخرے زیادہ دکھا رہے ہیں۔ اس رویے سے ذاتی طور پر مجھے جو تکلیف ہوئی وہ تو الگ ہے، مگر اُس مقصد کو بھی نقصان پہنچا جس کے لیے میں یہاں آیا۔ بیوروکریسی یہاں بھی ہمیں اپنا حریف سمجھتی ہے۔

آپ کے خطوں کا بہت بہت شکریہ۔ کچھ اپنے وجود کا ثبوت تو دیا۔ کہیں میری سخن گسترانہ باتوں اور چھیڑ چھاڑ سے خفا تو نہیں ہوتے مگر میں بھی کیا کروں کہ اس کے بغیر مزہ نہیں آتا۔

ع یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ

ڈاکٹر شبلی بھی آپ کی طرح خاموش ہیں۔ مشفق خواجہ صاحب بھارت یاترا کر کے خیریت سے کراچی پہنچ گئے ہوں گے۔ خبر پڑھی تھی کراچی یونیورسٹی میں فساد ہوا اور یونیورسٹی غیر معینہ مدت کے لیے بند کر دی گئی۔ اس خبر کا ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کی واپسی سے تو کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کسی روز اُنھیں مفصل خط لکھوں گا۔ آپ ٹیلی فون پر میرا سلام پہنچا دیں اور اپنی اور اُن کی خیریت سے مجھے مطلع کریں۔ اسلام آباد میں سردی تو خاصی ہو گی۔ یہاں تو خیر سردی اپنے جوبن پر ہے اور برف باری بھی شروع ہے۔ یونیورسٹی میں تعطیلاتِ زمستاں (۳۲) ہیں۔ کبھی کبھی چلا جاتا ہوں۔

چچا، چچی، سعیدہ بہن اور نورین بیٹی کو سلام و دعا۔ خدا حافظ۔

نیاز مند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۳ ﴾

استنبول، ترکی

۲۹ رجنوری ۱۹۸٦ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

آپ کا ۱۳ رجنوری کا مکتوب ۲۷ رجنوری کو ملا۔ اُس روز ڈاک میں خطوط کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ ہرجائی بھائی جان ذوالفقار ملک (۳۳) کا بھی آپ کی طرح پہلا خط اسی میں تھا۔ اس پر تاریخ تحریر درج نہیں تھی مگر ملے ایک ساتھ۔ یہ "قِران السعدین" کیسے ہوا؟ اس کی توجیہ کرنا میرے لیے مشکل ہے مگر ظاہر ہے کہ مجھے اس کی بہت مسرت ہوئی اور اسی مسرت کا یہ عملی ثبوت دے رہا ہوں کہ کل اور آج سبھی خطوط کے جواب لکھ کر اب آپ صاحبوں کے خطوں کا جواب لکھ رہا ہوں۔ پہلے لکھ دیتا تو وہ لطف باقی نہ رہتا۔ اور اب لکھ رہا ہوں تو لکھتے لکھتے تھک چکا ہوں۔ کوئی درجن بھر سے اوپر خط لکھے اور ایک صفحے سے

کم تو کوئی بھی نہیں تھا۔ بعض دو دو، تین تین صفحے کے بھی لکھے گئے۔ اس لیے اب یہ خط مختصر ہی ہو گا۔ اُمید ہے اِس اختصار کو دھمکی پر محمول نہ کیا جائے گا۔

ایک خط بیر کو نیپر وڈاک کیا تھا۔ کتابوں کے ملنے کا شکریہ اُس میں ادا ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر صدیق شبلی کو اُن کا خط نہ آنے کے باوجود لکھ رہا ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ خاموش نہیں بیٹھیں گے۔ میں تو اُنھیں چھیڑنے کے لیے طنز و تعریض سے کام لیتا رہا۔ ابھی تو مجھے ''واسوخت'' پر بھی آنا تھا۔ آج اُنھیں ایک خط روانہ کر چکا ہوں۔ کیوں کہ کل سیّد مظہر معین (۳۴) کے لیے سلیمانیہ لائبریری کے چند عربی مخطوطات کی مائیکروفلم باضابطہ طور پر ڈپلومیٹک بیگ کے ذریعے مس شہناز انجم ریاض (وزارتِ تعلیم) کو بھجوا چکا تھا۔ یہ مائیکروفلم بڑی خاص کوشش سے حاصل ہوئی تھی۔ اس لیے ڈاک کا Risk نہیں لیا۔ شبلی صاحب کو خط میں لکھا ہے کہ مائیکروفلم شہناز سے وصول کر لیں۔ آپ بھی اُنھیں ٹیلی فون کر دیں۔ ہو سکتا ہے اُنھیں میرا خط دیر سے ملے۔ مظہر معین کو بھی لاہور میں نے اطلاع دے دی ہے۔ وہ ان مخطوطات کا انتظار کر رہا ہے۔

آپ کے جنّوں کو آج کل سردی تو نہیں لگ رہی ہو گی۔ پھر وہ جن ہی کیا جنھیں سردی لگے۔ البتہ گوہر نوشاہی (۳۵) چونکہ جن نہیں اس لیے اُس کا معاملہ اور نوعیت کا ہے۔ دوسری کتاب کی طباعت جاری ہو گی۔ ڈاکٹر نسرین بھی بھارت چلی گئیں، اور وہاں تین ہفتے رہیں۔ اُن کا خط ملا جس سے پتہ چلا کہ بہت سے پروف اکٹھے ہو گئے ہیں۔ مگر اُن کی پروف ریڈنگ پر زیادہ اعتماد نہ کیا جائے تو مناسب ہو گا۔ پروف ریڈر باری اگر احتیاط سے دوبارہ نظر ڈالے تو غلطیوں کا احتمال کم ہو۔

اس بات سے خوشی ہوئی کہ نورین بیٹی میری ارسال کردہ تصاویر کا البم بنا رہی ہے۔ اب میں اُسے اچھی اچھی تصاویر بھیجتا رہوں گا۔ اس طرح گھر بیٹھے استنبول کی سیر ہو جائے گی۔ اپنے سفری تاثرات قلم بند کر رہا ہوں بلکہ شروع دن سے ساتھ ساتھ کرتا رہا۔ بعد میں ترمیم و اضافہ کروں گا۔ خاصی ضخیم کتاب بن جائے گی مگر ابھی چھاپنے کا ارادہ نہیں۔ کچھ عرصے کے بعد زندگی رہی تو فیصلہ کروں گا۔ (۳۶)

پاکستان میں اس دفعہ شدید سردی پڑ رہی ہے۔ ممتاز منگلوری (۳۷) کے خط سے معلوم ہوا۔ آپ نے تو زیادہ ہی محسوس کی ہو گی۔ خدا کرے آپ کی سانس کی تکلیف رفع ہو جائے۔ اُمید ہے چچا صاحب اور چچی صاحبہ خیریت سے ہوں گے۔ اُنھیں میرا سلام پہنچائیں۔ سعیدہ بہن کو بھی سلام اور دعا۔ نورین کو پیار اور ایک عدد پیارا سا تصویری کارڈ (میری سیرگاہ کا)۔ خدا حافظ۔

آپ کا خط ٹائپ میں بھی ہو تو مضائقہ نہیں۔ یہ ٹائپ خوبصورت بھی ہے۔

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۴ ﴾

۸/مارچ ۱۹۸۶ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

آپ کے ۶/فروری کے خط کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ اس خط کے ساتھ مقتدرہ کی مطبوعات کی فہرست تھی۔ اکثر کتابیں تو میرے پاس لاہور میں تھیں۔ کتابچے اور ضرورت کی چند کتابیں یہاں لے آیا تھا۔ اس فہرست میں سے نمبر ۲۸ ''مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے'' اور نمبر ۳۸ ''کشاف تنقیدی اصطلاحات'' اور اعجاز راہی کے خصوصی منصوبے نمبر ۳۹ و نمبر ۴۰ بھجوا دیں تو مناسب ہے۔ میرے کتابچے کے چار پانچ نسخے بھی ساتھ آ جائیں تو یہاں ضرورت مندوں میں تقسیم کر دوں گا۔ او۔ آئی۔ سی (تنظیم اسلامی ممالک) نے اسلامی تاریخ و ادبیات کا مرکز قصرِ یلدز استنبول میں قائم کر رکھا ہے جہاں مختلف اسلامی ملکوں کے سکالرز کام کرتے ہیں۔ یہ مرکز اپنا کتاب خانہ بھی وسیع پیمانے پر بنا رہا ہے جس میں اُردو کا سیکشن بھی ہے۔ میں ایک بار اس ادارے میں گیا ہوں۔ میرے پہلے لیکچر میں بھی کچھ سکالرز یہاں سے تشریف لائے تھے۔ اب دوسرا لیکچر ایک ہفتے بعد ہے اور یہ لوگ بھی شرکت کریں گے۔ میرے پاس جو کتابیں زائد ہیں وہ میں اس ادارے کو دے رہا ہوں۔ قومی زبان اور دستاویزات کا ایک نسخہ بھی وہاں چلا جائے گا۔

مندرجہ بالا کتابیں آپ ڈاک میں بھجوانے کے بجائے قونصل خانے کے ڈپلومیٹک بیگ میں کیوں نہیں بھجواتے جو ہر ہفتے (منگل کو) یہاں آتا ہے۔ اس میں اخبارات اور لٹریچر بھی ہوتا ہے۔ آپ براہِ راست فارن آفس میں ترکی کے سیکشن سے رابطہ قائم کریں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ وزارتِ تعلیم سے میری ڈاک بھی اِسی میں آتی ہے۔ شبلی صاحب، شہناز صاحبہ کے ذریعے اس معاملے کو سلجھا سکتے ہیں۔ پروفیسری اور رجسٹراری یہ دو خوش آئند بلائیں اُنھوں نے اپنے گلے میں ڈال رکھی ہیں جو اُنھیں خط بھی نہیں لکھنے دیتیں۔ پروفیسری تو خیر منکوحہ ہوئی اس لیے لائقِ تحریک، مگر یہ رجسٹراری تو بالکل مدخولہ ہے۔ اس لیے اظہارِ ہمدردی ہی ہو سکتی ہے۔ بہرکیف، داشتہ آید بکار، کے لحاظ سے رجسٹراری بُری بھی نہیں۔ اُنھیں کہیے کہ میں نے امریکن ایکسپریس سے اپنے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کا جو سرٹیفکیٹ مانگا تھا وہ شہناز بی بی سے کہہ کر مجھے بھجوا دیں۔ اُس کی وجہ سے میری خاصی رقم کی ادائیگی رُکی پڑی ہے۔ اِس کام کے لیے نثار قریشی سے کام لیں۔ معلوم نہیں نثار کی رپورٹ کراچی سے آئی یا نہیں۔ چند روز ہوئے مشفق خواجہ کو یہاں سے پہلا خط لکھا ہے۔ اُن کی بھارت یاترا سے واپسی کی اطلاع کا انتظار تھا۔ آخر اندازے سے جانا کہ وہ کراچی میں ہوں گے۔ اب اُن کے جواب کا انتظار ہے۔

سُنا ہے لاہور سے ایک وفد پارٹی تہران میں اقبال کانگرس میں شرکت کے لیے جا رہی ہے۔
میں یہاں بہت مصروف ہوں، ورنہ تہران پہنچ کر ان کا استقبال کرتا۔تعطیلات ختم ہو کر کام زور و شور سے جاری ہے مگر سردی میں ابھی کوئی کمی نہیں آئی۔فروری کے آخری تین چار روز تو مسلسل برف باری رہی۔ اُمید ہے اگلے مہینے بہار کی آمد کے ساتھ رُت بدل جائے گی۔
نورین کی تصویر ارسال ہے۔سعیدہ بہن اور چچا اور چچی کو سلام۔سب دوستوں کو بھی سلام، خدا حافظ۔

نیاز مند
غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۵ ﴾

۱۶/ مارچ ۱۹۸۶ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

مجھے یہاں آئے ہوئے پونے پانچ مہینے ہو گئے۔اس دوران دوستوں سے ملاقات کا ذریعہ مکتوبات ہی رہے۔ظاہر ہے سب سے زیادہ خطوط تو میں نے ہی لکھے۔ایک مشفق خواجہ رہ گئے تھے۔اُن کو بھی گزشتہ ہفتے خط ارسال کیا تھا اور اب ان کے جواب کا منتظر ہوں۔سکور بورڈ پر نظر ڈالتا ہوں تو سب سے زیادہ خطوط شعبۂ خواتین کے آئے۔پہلے نمبر پر ڈاکٹر نسرین ہیں اور پھر میمونہ (۴۸)۔بچیوں میں پہلے نمبر پر ثمینہ (۳۹) اور دوسرے پر حنا (۴۰) ہے۔شعبۂ خوانین میں آپ اور بھائی جان (۴۱) برابر برابر جا رہے ہیں یعنی ایک ایک خط۔مرزا منور (۴۲)، ممتاز منگلوری کا بھی یہی حال ہے۔ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر میاں شکور احسن اور ڈاکٹر اکرم شاہ کا سکور علی الترتیب زیادہ ہے۔ویسے میرے چچازاد بھائی عبدالکریم XEN کے خطوط سب سے زیادہ آئے۔خواجہ زکریا (یا دش بخیر) کا کوئی خط بھی نہیں ملا۔سکور بورڈ کے اس جائزے سے معلوم ہوا کہ پاکستان میں خوانین مجھ عاجز سے زیادہ خائف رہے اور اب اس کا بدلہ چکا رہے ہیں، مجھے فراموش کر کے یا نظر انداز فرما کر۔مگر میں اُنھیں کچھ نہیں کہوں گا اور اب کہہ بھی کیا سکتا ہوں۔آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔

قومی زبان کے مسئلے پر دوسری جلد چھپ کر آ گئی ہوگی۔حسب سابق اس کے بھی کچھ نسخے بھجوا دیں۔میں نے کچھ عرصہ ہوا، عرض کی تھی کہ لسانی مسئلے کا ایک نسخہ میاں ٹلیین وٹو کو بھی بھیج دیں۔غالباً اُنھیں نہیں ملا۔آج کل وہ یہاں آئے ہوئے ہیں۔پرسوں ایک کھانے پر ملاقات ہوئی تھی تو میں نے پوچھا تھا۔اب دونوں حصے اکٹھے ہی اُنھیں دے دیجیے۔کھدر پوش اُن پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں۔کابینہ میں وزیر مالیات کے لحاظ سے اُن کی پوزیشن کلیدی ہے۔اُنھیں اعتماد میں رکھیے اور اپنا لٹریچر بھی بھیجتے

رہے ۔ کتابچے پارلیمان اور سینیٹ کے سب ارکان کو بھجوایئے ۔ اب جمہوریت بحال ہوئی ہے تو اس ذریعے کو موثر طور پر استعمال کیجیے ۔ جمہور کا دباؤ ہوگا، تو انگریزی کی بالادستی ختم ہو سکتی ہے ۔ آخر انتخابات بھی تو ہوں گے ۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ۔ اسلام آباد میں بہار آئی ہوئی ہوگی ۔ یہاں ابھی سردی کا عالم ہے ۔ مارچ کے بعد شاید موسم کچھ تبدیل ہو ۔ ایران اور ترکی میں لوگ نوروز کے موقع پر سرما کو خیر باد کہتے ہیں ۔

سب عزیزوں اور دوستوں کو سلام ۔ خُدا حافظ ۔

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ١٦ ﴾

۱۲/اپریل ۱۹۸۶ء

برادرگرامی جناب ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

آپ کا مکتوب مورخہ ۳۱/مارچ کل ملا اور آپ کی خیر و عافیت کی مستند اطلاع لایا ۔ آپ نے جس خوبصورتی کے ساتھ میرے تین چار خطوط کو ایک ہی خط میں نمٹایا ہے، اُس پر کس کافر کو رشک نہیں آئے گا ۔ یہ فن آپ سے مخصوص ہے ۔ کچھ تھوڑا سا اس میں سے ہمارے بھائی جان (ذوالفقار علی ملک) کو بھی سکھا دیجیے ۔ اُنھیں بھی اس کی بہت حاجت ہے ۔ بلکہ ہر ''بڑے صاحب'' کو اس کی ضرورت پڑتی ہے اور ''حاجت بناتی ہے شیروں کو روباہ!''

جناب شریف صاحب میرے مضمون کے لیے ''چشم براہ'' ہیں مگر میں نے تو اس کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا ۔ شریف صاحب کو سمجھایئے کہ جہاں اللہ میاں نے مجھے یہاں بہت سی رعایتیں دے رکھی ہیں، مثلاً کبھی کبھی سوٹ بھی پہن لیتا ہوں ۔ نفلوں کی بھی چھوٹ ملی ہوئی ہے اور سنتوں سے بھی اغماض ہو جاتا ہے ۔ وقت، بے وقت فرض ادا کر لیتا ہوں اور ان صریحاً کوتاہیوں کے باوجود اللہ میاں کچھ نہیں کہتے ۔ اسی طرح شریف صاحب بھی میری اس ایک کوتاہی کو نظر انداز فرما دیں ۔ یہاں کے ضروری کاموں سے ہی فرصت کہاں ملتی ہے کہ کوئی نیا مضمون لکھوں اور وہ بھی یہاں کے احوالِ اُردو پر ۔ پاکستان میں اُردو کے حال پر جو کیفیت دل پر گزرتی ہے اُسے دیکھ کر تو شیخ سعدیؒ کا فرمودہ سامنے آ جاتا ہے:

تو کارِ زمیں را نکو ساختی کہ با آسماں نیز پرداختی!

یہاں میرا پہلا لیکچر اُردو زبان اور ترکی کے ثقافتی روابط پر تھا ۔ بھری بزم میں تو کسی نے راز کی

بات نہ کہی مگر بعد میں چائے کی میز پر ایک پروفیسر نے پوچھ ہی لیا کہ پاکستان میں اس وقت سرکاری سطح پر اُردو کا کیا مقام ہے! ''کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا؟'' ایسے موقعوں پر دل میں ندامت کے سوا اور کیا محسوس ہو سکتا ہے۔ ہر ملک کی قومی زبان اپنے اپنے ملک میں کارفرما ہے۔ ترکی میں بھی اوپر سے نیچے تک سب کام ترکی میں ہو رہے ہیں۔ ویسے پڑھنے پڑھانے کو یونانی اور رومن کلاسیکی زبانوں سے لے کر یورپ کی ہر جدید زبان (جرمن، فرانسیسی، انگریزی، روسی، ہسپانوی، اطالوی وغیرہ) کا یہاں تدریسی شعبہ موجود ہے اور ان زبانوں سے حسبِ ضرورت کام بھی لیا جاتا ہے مگر ملک کا سارا نظامِ تعلیم، دفتری نظام، عدالتی نظام، انتظامی اور تجارتی شعبے، بنک سب میں ترکی چلتی ہے۔ کسی دوسری زبان کا یہاں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اُس کا تسلط ہو۔ ویسے ترک دوسری زبانوں کو سیکھنے اور اُن سے حسبِ موقع وضرورت کام لینے میں ہم سے کہیں آگے ہیں۔ اُنھیں جب یہ بتایا جائے کہ ہم تو ابھی انگریزی کے بغیر چلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے، ویسے ہمیں اپنی قومی زبان اُردو سے بڑی عقیدت ومحبت ہے تو وہ ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے! اس لیے بھائی، اپنے ملک کے لقمانوں اور فیلسوفوں کو سمجھایئے کہ عقل کے ناخن لیں۔ زبان کے بارے میں حقیقت پسند بنیں۔ یہ مسئلہ قومی اساس کی حد تک جذبے اور وقار کا بھی ہوتا ہے اور اس کے لیے قومی زبان کو اختیار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ البتہ دوسری زبانوں سے علمی استفادے اور ضرورت کی حد تک کام لینا چاہیے۔ یہی راستہ عقل وفراست کا ہے۔ باقی سب راہیں ذلیل وخوار ہونے کی ہیں۔ اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے۔

شبلی صاحب کو میں نے لکھا تھا کہ شہناز بی بی صاحبہ سے کہہ کر مجھے لاہور سے استنبول تک ہوائی جہاز کے ٹکٹ کا ایک سرٹیفکیٹ درکار ہے، کوائف میں نے لکھ بھیجے۔ اُمید ہے وہ فون پر اُن سے رابطہ قائم کر کے یہ سرٹیفکیٹ یا اس کی نقل مجھے بھجوا دیں گے۔ میرا ٹی۔اے بل اس کی وجہ سے اب تک رُکا ہوا ہے۔ ویسے بھی یہاں قونصل خانے والوں سے مجھے کوئی تعاون نہیں مل رہا۔

اُمید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں۔ گھر میں سب کو سلام۔ دوستوں کو بھی سلام و دُعا۔

خدا حافظ۔

نیازمند

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۷ ﴾

۱۳/اپریل ۱۹۸۸ء

برادرم ڈاکٹر وحید قریشی صاحب، السلام علیکم!

کل پروفیسر ڈاکٹر نعیم قریشی صاحب کا مکتوب ملا اور آج صبح مشفق خواجہ صاحب سے کراچی میں ٹیلی فون پر باتیں ہوئیں۔ دونوں صاحبان نے آپ کی خیر و عافیت کی خبر دی۔ پہلے بھی لاہور کے احباب اور مشفق خواجہ کے ذریعے حالات معلوم ہوتے رہے۔ خط لکھنے کا ارادہ کرتا رہا اور اس ارادے کو ٹالتا رہا، یا یہ خود بخود ٹلتا رہا۔ ڈاکٹر نعیم کو خط لکھنے کے بعد اب یہ خط لکھنے بیٹھا ہوں۔

اوّل تو احبابِ وطن خط لکھنے میں بہت بخیل واقع ہوئے ہیں اور اگر کبھی لکھتے بھی ہیں تو بہت مختصر اور سرسری۔ مشفق خواجہ سے البتہ ٹیلی فون پر باتوں میں کچھ معلومات حاصل ہوتی رہیں اور مقتدرہ کے دربار سے بزمِ اقبال (۴۳) کی گوشہ نشینی تک آپ کے احوال اجمال سے معلوم ہوتے رہے۔ گزشتہ دنوں اکرام چغتائی (۴۴) یہاں آئے تھے۔ ایک شام گھر پر مجھے ملنے آئے تو کچھ تفصیلات اُنھوں نے بتائیں۔ جو کچھ ہوا، اُردو کے حق میں اچھا نہ ہوا۔ مگر آپ لاہور آ گئے۔ گھر کا گوشۂ عافیت اور بزمِ اقبال کا پُرسکون ماحول آپ کی صحت کے لیے بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں۔ صحت اور تندرستی کے ساتھ آزادانہ ماحول میں آپ اُردو کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں۔ پھر اسلام آباد تو محض ایک ''خوبصورت'' بیابان ہے۔ لاہور، لاہور ہی ہے۔ یہاں کا مجلسی ماحول کہاں مل سکتا ہے؟ اُمید ہے کالج کے احباب سے بھی رابطہ رہتا ہوگا۔

میں نے گزشتہ چند ماہ میں ظفر حسن ایبک (۴۵) کی آپ بیتی پر اُن کے تعاون اور ایما و اجازت سے نظر ثانی کی ہے اور اسے تین جلدوں سے ایک جلد میں سمیٹ دیا ہے۔ اصل تصاویر اور دستاویزات کا انتظار ہے جو لاہور سے اُن کے بھتیجے مسعود بھیج رہے ہیں۔ اُمید ہے اس تاریخی سوانح عمری کا نیا اڈیشن اس کی اہمیت کے مطابق بہتر ہوگا۔ ناشروں نے اس قیمتی تالیف کا حلیہ بگاڑا ہوا تھا۔ ابھی میں اس کی طباعت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔ آپ کوئی مشورہ دیجیے۔ وزارتِ تعلیم کو بھی لکھوں گا۔ ظفر صاحب کی ترکی اُردو لغت کے بارے میں ڈاکٹر شیر محمد زماں صاحب (۴۶) کا خط آیا کہ تیار ہو چکی ہے۔ دوسری لغت ''اُردو ترکی'' کے بارے میں شاید مقتدرہ کوئی فیصلہ کرے گی۔ مسودہ غالباً اُنھیں مل چکا ہے۔ میں نے بھی لغت پر ایک کام شروع کیا ہے۔ عثمانی دور کی ترکی زبان (OSMANLICA) اور جدید ترکی (TURKCE) اور اُردو سے قدیم و جدید کے مشترک سرمائے کی تدوین کر رہا ہوں۔ عربی اور لاطینی دونوں رسم الخط میں الفاظ لکھے جائیں گے تاکہ تلفظ کا فرق واضح ہو سکے۔ کام خاصا محنت طلب ہے۔ اللہ مدد کرے گا (۴۷)۔ ترکی میں لغت پر خاصا کام ہوا ہے۔ اُردو اس معاملے میں بہت پیچھے ہے۔

ظفر حسن کی دونوں لغات چھپ جائیں تو انھیں ایک جلد میں ضروری ترامیم کے ساتھ شائع کرنا ضروری ہو گا۔ پھر اس سے آگے ایک جیبی لغت بھی تیار ہو سکتی ہے۔ یہاں عربی، فارسی، انگریزی، جرمن، اطالوی مختلف زبانوں اور ترکی زبان کی لغات موجود ہیں۔ Concise بھی اور جیبی لغت بھی۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ ابا، امی، سعیدہ بہن اور نورین بیٹی بھی خیر و عافیت سے ہوں گے۔ سب کو میرا سلام۔ خدا حافظ۔

مخلص

غلام حسین ذوالفقار

﴿ ۱۸ ﴾

بزمِ اقبال ۱۴؍ مارچ ۲۰۰۱ء

۲۔ کلب روڈ، لاہور

پروفیسر ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار

ناظم معتمد اعزازی

مکرمی و محترمی، سلام مسنون!

مجلّہ ''اقبال'' (۴۸) کا نیا شمارہ (اپریل تا جون ۲۰۰۱ء) آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ ''اقبال'' کا اگلا شمارہ (جولائی۔ اکتوبر) قائداعظم محمد علی جناح کے ۱۲۵ ویں یوم ولادت کے حوالے سے خصوصی نمبر ہوگا۔ اس کے لیے ابھی سے تیاری شروع کر دی گئی ہے۔ یہ ایک طرح سے تجدید عہد بھی ہوگا اور تعمیر وطن کا جذبہ بھی۔

آپ سے التماس ہے کہ آپ قائداعظم کے فرمودات کے حوالے سے قوم کی رہنمائی کے لیے کچھ لکھیں۔ مناسب ہوگا اگر آپ اپنے مضمون کے عنوان سے راقم کو مطلع فرمائیں۔ خیال ہے کہ یہ شمارہ دستاویزی نوعیت کا ہو۔

اُمید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گے۔

والسلام

مخلص

غلام حسین ذوالفقار

بخدمت شریف

جناب ڈاکٹر وحید قریشی صاحب

۱۶۔ ای ایم ای کالونی، ملتان روڈ، لاہور۔

☆☆☆☆☆

حواشی وحوالے

(۱) پروفیسر ڈاکٹر مختارالدین احمد آرزو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے استاد اور صدر شعبۂ عربی اور ڈین فیکلٹی آف آرٹس تھے، عبدالعزیز میمن کے خاص شاگردوں میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ جوانی میں شاعری بھی کرتے تے اور تخلص ''آرزو'' تھا

(۲) چوہدری نذیر احمد، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

(۳) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کراچی پہنچنے کی بات کر رہے ہیں

(۴) مشفق خواجہ، محقق، مدون، کالم نگار اور شاعر تھے۔ بیسویں صدی کے اردو ادب کے فروغ میں انھوں نے اہم کردار ادا کیا

(۵) یہاں قاضی عبدالودود کا ذکر کیا گیا ہے، وہ اُردو ادب کے نامور محقق ہیں، انھوں نے خدا بخش لائبریری پٹنہ میں اپنی خدمات سرانجام دی ہیں

(۶) مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی: ڈاکٹر سید عبداللہ کے زیر سرپرستی قائم ہوئی جو تا حال اردو ادب کے فروغ کے سلسلے میں خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس کے حالیہ ناظم پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا ہیں

(۷) ڈاکٹر عبادت بریلوی: اردو ادب کے محقق وادیب سابق صدر شعبۂ اردو و پرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۸) ڈاکٹر وزیر آغا: اردو ادب کے معروف ادیب ونقاد اور شاعر ان کا مجموعہ کلام ''چہک اٹھی لفظوں کی چھاگل'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔

(۹) ڈاکٹر وحید عشرت مرحوم اُستاد شعبۂ فلسفہ و ریسرچ آفیسر شعبۂ اقبالیات، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

(۱۰) خواجہ غلام صادق: سابق صدر شعبۂ فلسفہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۱۱) ڈاکٹر افضل صاحب سابق وزیر تعلیم

(۱۲) ڈاکٹر صدیق شبلی پروفیسر شعبۂ اردو و سابق رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی لاہور، اردو زبان کے معروف محقق اور عالم ہیں۔ انھوں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبۂ اردو میں بھی خدمات سرانجام دی ہیں

(۱۳) مقتدرہ قومی زبان (حالیہ: ادارۂ فروغ قومی زبان) اسلام آباد سے چھپنے والا ماہ نامہ ''اخبارِ اُردو''

(۱۴) ڈاکٹر نسرین اختر مرحوم اُستاد شعبۂ فارسی و پرنسپل اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۱۵) ڈاکٹر سید اکرم اکرام شاہ، پروفیسر ایمریطس، سابق صدر شعبۂ فارسی وصدر شعبۂ اقبالیات وسابق پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور

(۱۶) سید رضا شاہ: ڈاکٹر اکرم اکرام شاہ کے بڑے بیٹے

(۱۷) ڈاکٹر غلام حسین کی کتاب جو مقتدرہ قومی زبان سے دو جلدوں میں بعنوان: ''قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات'' جلد اوّل ۱۹۸۵ء میں اور جلد دوم ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی

(۱۸) مس شہناز ریاض ۱۹۸۵ء میں ایجوکیشن آفیسر وزارتِ تعلیم تھیں

(۱۹) میاں یاسین وٹو، سابق وزیر تعلیم حکومتِ پاکستان

(۲۰) نورین: ڈاکٹر وحید قریشی کی صاحب زادی

(۲۱) جامع سلیمانیہ، استنبول شہر کی سب سے اونچی جامع مسجد جسے سلیمان اوّل کی فرمائش پر ۱۵۵۷ء میں تعمیر کیا گیا

(۲۲) شاخِ زریں سے مراد خلیج ہے

(۲۳) ڈاکٹر وحید قریشی کے والدین

(۲۴) ڈاکٹر وحید قریشی کی اہلیہ

(۲۵) ڈاکٹر میاں عبدالشکور احسن سابق ڈائریکٹر ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان، وصدر شعبہ فارسی پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۲۶) ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، پروفیسر ایمریطس شعبۂ اردو پنجاب یونیورسٹی لاہور، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی کے ناظم

(۲۷) مرزا ادیب، معروف ادیب و ناول نگار

(۲۸) سید امجد الطاف، معروف شاعر و ادیب

(۲۹) سید عبداللہ (مرحوم)، ماہر تعلیم و محقق زبانِ اُردو

(۳۰) شریف کنجاہی، پنجابی زبان کے معروف شاعر

(۳۱) یہاں سابق صدرِ پاکستان جنرل ضیاء الحق (مرحوم) کا ذکر کیا جارہا ہے۔

(۳۲) فارسی زبان میں ''زمستان'' سردی کے موسم کو کہتے ہیں۔عثمانی ترکی میں بھی زمستان موسمِ سرما کو کہتے ہیں

(۳۳) ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک سابق صدرِ شعبۂ عربی و پرو وائس چانسلر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

(۳۴) ڈاکٹر سید مظہر معین، سابق صدرِ شعبۂ عربی و سابق پرنسپل وڈین اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

(۳۵) ڈاکٹر گوہر نوشاہی، نائب ناظم مقتدرہ قومی زبان

(۳۶) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی استنبول سفر و سیاحت کی کتاب بنام ''استنبول سفرِ حضر میں'' الفیصل پبلی کیشنز سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی

(۳۷) ڈاکٹر ممتاز منگلوری، اردو زبان وادب کے ادیب واُستاد و پنجاب یونیورسٹی، مقتدرہ قومی زبان میں بھی خدمات انجام دیں۔علاوہ ازیں وہ ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب کے چیئرمین بھی رہے ہیں

(۳۸) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی سب سے بڑی صاحب زادی

(۳۹) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی پانچویں صاحب زادی جو ڈاکٹر خلیل طوق اُر (صدر شعبہ اردو استنبول یونیورسٹی ترکی) کی اہلیہ ہیں

(۴۰) ڈاکٹر نسرین اختر کی بھانجی

(۴۱) بھائی جان سے مراد ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک ہیں اُن کا حوالہ پہلے آ چکا ہے

(۴۲) منور مرزا (مرحوم) سابق ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور

(۴۳) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کی صدرنشینی کے بعد ڈاکٹر وحید قریشی بزمِ اقبال (لاہور) کے ڈائریکٹر تعینات ہوئے تھے یہاں اُس حوالے سے ذکر کیا جا رہا ہے

(۴۴) پروفیسر ڈاکٹر اکرام چغتائی، معاصر معروف محقق و ادیب ہیں

(۴۵) ظفر حسن ایبک دورِ خلافت کے مبلغ تھے۔ افغانستان سے ہوتے ہوئے ترکی پہنچے۔ اُن کی آپ بیتی ''خاطرات'' ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے مرتب کی تھی۔ سنگ میل پبلشرز سے ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی

(۴۶) ڈاکٹر شیر محمد زمان، ڈائریکٹر اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

(۴۷) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کا یہ کام مکمل ہو چکا تھا لیکن تا حال شائع نہیں ہو سکا

(۴۸) مجلہ ''اقبال'' بزمِ اقبال سے شائع ہونے والا سہ ماہی مجلہ

✿✿✿